وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلائے اور اچھے
کام کرے اور کہے کہ میں بھی خدا کے فرمانبرداروں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد

فی

شرح العقائد

اصل رسالہ اعتقادیہ

از قلم حقیقت رقم

حضرت صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین جناب
شیخ ابو جعفر محمد بن علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم رسالہ

فاضل محقق مولانا سید منظور حسین بخاری مرحوم

شارح رسالہ

صدر المحققین، سلطان المتکلمین، سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر والزمان دام ظلہ

ناشر منیجر مکتبۃ السبطین ۲۹۶/۹-بی سیٹلائٹ ٹاؤن بلاک بی سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

[illegible]

کتاب مستطاب

احسن الفوائد
فی
شرح العقائد

جس میں

تمام شیعہ عقائد و مسلمات کو قرآن کریم، احادیث معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور دیگر مذاہب اسلام کے مقابلہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے شیعہ اصول و عقائد کی برتری واضح کی گئی ہے اور ہر موضوع پر ملاحدہ و منکرین کے جملہ شکوک و شبہات کو عقلی و نقلی اور علوم قدیمہ اور جدیدہ کی روشنی میں رد کیا گیا ہے

مؤلفہ صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی علیہ الرحمہ

سرکار ... المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین نجفی دام ظلہ العالی ... پرنسپل

۲۹۲ ... سلطان المدارس ... سرگودھا

ثنائی پریس بلاک نمبر ۱ سرگودھا فون 7/1860

اعلیٰ ثواب ہے جیسے نبیاً و صدیقاً۔ جو شخص علم کا کوئی باب اس مقصد کے تحت حاصل کرے کہ لوگوں کو علم پڑھائے گا تو خداوند عالم اسے ستر نبی و صدیق کا ثواب عطا کرے گا۔ پس جب بنا بر روایات اہل سنت بعض عام افراد امت کا اجر و ثواب ستر ستر انبیاء کے برابر ہو سکتا ہے۔ تو آئمہ اہل بیتؑ کی افضلیت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ جو صرف سادات امت ہی نہیں بلکہ خیر البریہ ہیں۔

ثالثاً۔ بنا بر تسلیم اگر غیر نبی کا ثواب نبی کے برابر نہیں ہو سکتا یہ حکم نبی اور اس کی امت کے لوگوں کے ساتھ مختص ہے۔ مطلب یہ کہ نبی جن لوگوں کا نبی ہے وہ ان سب سے ضرور افضل ہوگا۔ اس حکم میں عمومیت نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرات آئمہ معصومینؑ ان انبیائے سلف کی امت میں داخل نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کا اجر و ثواب گزشتہ انبیاء سے زائد ہو۔ اور اس قاعدہ کی رو سے بھی وہ ان سے افضل ہوں۔ تو اس میں کوئی جائے تعجب نہیں ہے۔

آئمہ اہل بیتؑ کی امامت و خلافت کا اثبات

آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی خلافت و امامت کی نصوص اس قدر کثیر التعداد ہیں کہ ان سب کے لئے ایک ضخیم جلد بھی ناکافی ہے۔ علماء اعلام نے اس سلسلہ میں عربی، فارسی اور اردو وغیرہ میں بہت سی کتب لکھی ہیں۔ ہم نے بھی اس موضوع پر دو کتابیں بنام (۱) تحقیقات الفریقین فی حدیث ثقلین (۲) اثبات امامت الائمۃ الاطہار علیٰ ضوء العقل والروایات والآثار لکھی ہیں۔ جن میں ان نصوص مبارکہ کا کافی ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے اور عقلی و نقلی ادلہ قاطعہ و براہین ساطعہ سے مخالفین اہل بیت کی خلافت کو باطل کر کے آئمہ اہل بیتؑ کی خلافت و امامت کو ثابت کیا گیا ہے۔ یہاں اس موضوع پر کوئی تفصیلی تبصرہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے اس مطلب کی تحقیق کرنا ہو [illegible] اپنی ہر دو کتب کے حوالہ کر چکے ہیں۔ اب جب کہ احسن الفوائد طبع ثانی کے سلسلہ میں بھی جاری ہے۔ اثبات امامت جیسا کہ اہل ایمان کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے بحمد اللہ دل میں اس خیال سے کہ یہ کتاب مستطاب بھی نصوص امامت آئمہؑ سے بالکل خالی نہ رہ جائے بعض تبرکاً و تیمناً روایات اور چند آیات لکھ کر مختصر طور پر ان کی تقریب استدلال پیش کی جاتی ہے۔

پہلی آیت مبارکہ

ارشاد قدرت ہے۔ أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم۔ (سورۂ نساء پ ۵) اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور صاحبانِ امر کی جو تم میں سے ہیں۔ صیغہ امر ہے۔ یہ امر اپنے مقام پر پایہ ثبوت تک پہنچ چکا ہے کہ صیغہ امر وجوب میں حقیقت ہے۔ جب تک استحباب کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ اسے وجوب پر ہی محمول کیا جاتا ہے۔ بنا بریں یہاں اسے وجوب پر حمل کرنے کے لیے اگرچہ استحباب کے قرینہ کا نہ ہونا ہی کافی تھا،

چہ جائیکہ یہاں تو خود وجوب پر قطعی قرینہ موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا و رسول کی اطاعت بالاتفاق واجب ہے اور چونکہ اطاعتِ اولی الامر بھی اطاعت خدا و رسول کے ساتھ مقرون ہے لہٰذا وہ بھی واجب و لازم ہی ہوگی۔ نیز یہ حقیقت ظاہر ہے کہ اطاعتِ خدا و رسول کسی خاص زمان و مکان کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ ہر زمان و ہر مکان اور ہر حال میں ہر مکلف پر واجب ہے۔ اسی طرح اطاعت اولی الامر بھی ہر زمان و ہر مکان اور ہر حال میں ہر شخص پر لازم ہوگی۔ یہ امر بھی محتاج دلیل نہیں ہے کہ جس بزرگوار کی اس طرح اطاعت مطلقہ واجب ہو اس کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے۔ اس حقیقت کا فخر الدین رازی جیسے امام المشککین نے بھی اقرار کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۵۷ طبع اسلامبول پر رقمطراز ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ امر بطاعۃ اولی الامر علی سبیل الجزم فی ھذہ الآیۃ ومن امر اللہ بطاعتہ علی سبیل الجزم والقطع لا بد وان یکون معصوما عن الخطاء یعنی خداوند عالم نے اس آیت مبارکہ میں یقینی طور پر اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اور جس کی اطاعت وجوبی کا خداوند عالم حکم دے۔ اس کے لئے معصوم عن الخطاء ہونا ضروری ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ اولی الامر کو مثل رسول عصمت و طہارت کے درجۂ رفیع پر فائز ہونا چاہیئے اور یہ امر روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے کہ امت محمدیہ میں سوائے ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے اور کوئی بھی شخص معصوم و مطہر نہیں ہے۔ ان ذوات مقدسہ کی عصمت و طہارت قرآن کریم احادیث نبویہ اور عقل سلیم کی روشنی میں محقق و مسلم ہے۔ قطع نظر دیگر آیات قرآنیہ کے صرف آیت تطہیر ہی اس مقصد کے اثبات کے لئے کافی ہے۔ (ملاحظہ ہو صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸ الشرف المؤبد ص ۲۷۸ در منثور ج ۵ ص ۱۹۸ صواعق محرقہ ص ۸۵ ینابیع المودۃ ص ۲۲۹ طبع بمبئی وغیرہ) اور جہاں تک احادیث کا تعلق ہے وہ بھی بکثرت ہیں صرف بطور نمونہ ایک حدیث ملاحظہ ہو۔ ابن عباس بیان کرتے ہیں۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین مطہرون معصومون۔ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اور علی اور حسن حسین اور حسینؑ کے نو فرزند سب کے سب مطہر اور معصوم ہیں (فرائد السمطین ج ۲ باب ۳۱ ینابیع المودۃ باب ۷۷ ص ۵۳۴)۔ لہٰذا وہ بزرگوار اولو الامر کے مصداق ہوں گے۔ ان مقدمات کو ذہن نشین کرلینے کے بعد اس آیت وافی ہدایہ کی ائمہ اہلبیتؑ کی خلافت و امامت پر دلالت محتاج بیان نہیں رہتی معمولی عقل و دانش رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس بزرگ کی اطاعت مطلقہ واجب و لازم ہو وہ یا نبی ہو سکتا ہے یا اس کا وصی لیکن چونکہ اولو الامر نبی تو ہیں نہیں۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ وہ اوصیاء نبی ہیں۔ وھو المقصود۔

دوسری آیت مبارکہ ارشاد رب العزت ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ

وکونوا مع الصادقین (سورہ توبہ پ ۱۱) اے ایمان والو، خدا سے ڈرو اور صادقین کی معیت اختیار کرو۔
امامت اہل بیتؑ پر اس آیت مبارکہ کی دلالت کو واضح کرنے کے لئے چند امور کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ ابھی ابھی بیان ہو چکا ہے، کہ صیغہ امر وجوب میں حقیقت ہے۔ تو پھر جس طرح تقویٰ الٰہی اختیار کرنا واجب ہے۔ اسی طرح صادقین کی معیت اختیار کرنا بھی لازم ہوگی۔ دوم یہ کہ چونکہ شریعت مقدسہ اسلامیہ کسی خاص ملک وقت اور کسی خاص مکان وزمان کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ یوم قیامت تک تمام بنی نوع انس وجن کی اصلاح وفلاح کی کفیل ہے۔ لہذا اس کے اوامر ونواہی بھی قیامت تک کے لئے تمام جن وانس کو شامل ہوں گے۔ اور صادقین کی معیت اختیار کرنے کے حکم کے دائرہ میں تمام لوگ داخل ہوں گے۔ سوم یہ کہ عقل سلیم یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ کہ جن افراد کو یہ حکم دیا جا رہا ہے وہ اور ہیں۔ اور جن کی معیت اختیار کرنے کا ارشاد ہو رہا ہے۔ وہ صادقین اور ہیں۔ ورنہ تابع ومتبوع کا اتحاد لازم آئے گا جو بداہتہً باطل ہے۔ چہارم یہ کہ ارباب دانش پر یہ امر مخفی ومستور نہیں ہے کہ اس معیت سے مراد معیت مکانیہ نہیں ہے کہ تمام اطراف واکناف سے تمام مسلمان اپنے آپ کو صادقین کے پاس پہنچائیں۔ اور ہر وقت ان کے ہمراہ رہیں۔ جو کہ تکلیف مالا یطاق ہونے کی وجہ سے مستلزم محال ہے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ اس معیت سے مراد معیت معنویہ یعنی معیت فی القول والعمل ہے یعنی تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اعتقاد وعمل میں صادقین کی اتباع کریں۔
پنجم یہ کہ اس سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ تا قیام قیامت ہر دور وہر زمانہ میں صادقین میں سے کسی نہ کسی فرد فرید کا وجود ضروری ہے تاکہ اہل ایمان اس کی معیت اختیار کر کے نجات دارین حاصل کر سکیں۔ جیسا کہ مشہور حدیث نبوی من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ بھی اس مطلب پر دلالت کرتی ہے۔ ششم یہ کہ جب معیت سے مراد اعتقاد وعمل میں اتباع وپیروی کرنا مراد ہے تو ماننا پڑے گا کہ صادقین کو ہر صغیرہ وکبیرہ گناہ سے مطہر ومعصوم ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ آیت بالا کے ضمن میں بیان کیا جا چکا ہے۔ ہفتم یہ کہ قطع نظر دیگر ادلہ وبراہین کے اسی آیت کے الفاظ بتاتے ہیں۔ کہ حقیقی صادقین وہی ہوں گے جو معصوم ہوں گے۔ کیونکہ علی الاطلاق صادق وہی کہلا سکتا ہے۔ جو اول عمر سے لے کر آخر تک عمداً وسہواً ہر قول وفعل کذب سے محفوظ ومصئون رہا ہو۔ اور ایسا شخص معصوم ہی ہو سکتا ہے۔ ہشتم یہ کہ امت محمدیہ میں سوائے آئمہ اہل بیتؑ کے اور کوئی شخص درجہ عصمت پر فائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی نے اس امر کا ادعا کیا ہے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ صادقین کے مصداق آئمہ اہل بیت علیہم السلام ہی ہو سکتے ہیں۔
نہم یہ کہ اگر اب تک بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو بعض تصریحات ملاحظہ ہوں۔
تفسیر در منثور ج ۳ ص ۲۹۰ پر جناب ابن عباس سے کونوا مع الصادقین کی تفسیر کونوا مع علی بن ابی طالب

مروی ہے۔ ینابیع المودۃ ص باب ۳۹ میں اس کی تفسیر میں لکھا ہے۔ الصادقون فی ھذہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واھل بیتہ۔ مناقب خوارزمی میں ربل ۶ فصل ۱۷ اس کی تفسیر یوں مروی ہے الصادقون ھم الائمۃ من اھل البیت۔ اور کتاب فرائد السمطین حموینی مخطوطہ ۲ باب ۶۸ میں کونوا مع الصادقین کی تفسیر اس طرح لکھی ہے۔ کونوا مع آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ۔ ان حقائق کی روشنی میں کالشمس فی رابعۃ النھار واضح وآشکار ہوگیا کہ صادقین سے مراد آئمہ اہل بیتؑ ہی ہیں۔ وجہ یہ کہ ان کی اطاعت مطلقہ کا حکم دیا گیا ہے اور یہ حقیقت محتاج بیان نہیں ہے کہ جس کی اس طرح اتباع واجب و لازم ہو وہ نبی یا امام ہی ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ یہ بزرگوار نبی تو ہیں نہیں۔ لہذا ان کو لامحالہ امام خلق و خلیفہ مطلق تسلیم کرنا پڑے گا۔

پہلی روایت

حسب الوعدہ ہم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان بے شمار احادیث میں سے جو امامت آئمہ اطہار پر دلالت کرتی ہیں، بنظر اختصار یہاں صرف دو حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ پہلی حدیث وہ ہے جو متفق علیہ بین الفریقین ہے۔ اور حدیث ثقلین کے نام سے مشہور ہے کہ جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار اور بالخصوص اپنے آخری ایام حیات میں مجمع اصحاب کو خطاب کرکے فرمایا۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض (حدیث نبوی متواتر) اے مسلمانو! میں تمہاری رشد و ہدایت کے لئے دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب دوسری اپنی عترت اہلبیتؑ جب تک تم ان دونوں کے دامن کے ساتھ متمسک رہو گے ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ اس حدیث کی مکمل تشریح وتوضیح اس کے تواتر کے اثبات، مصداق عترت اہل بیتؑ کی تعیین اور آئمہ اہل بیتؑ کی خلافت بلافصل پر اس کی وجہ دلالت کی تبیین کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے۔ اس کے لئے ہماری کتاب تحقیق الفریقین فی حدیث الثقلین قابل دید ہے۔ یہاں فقط دو چار جملوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ہر صاحب دانش و بینش جانتا ہے کہ کسی بھی ملکی نظام کو بطریق احسن چلانے اور باقی رکھنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک یہ کہ اس کا ایک جامع دستور العمل اور قانون موجود ہو۔ دوم یہ کہ اس کے نافذ کرنے اور اس کی تشریح وتوضیح کرنے والے مخصوص کامل العلم والعمل افراد موجود ہوں۔ اسی طرح جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے بعد نظام دینی کو برقرار رکھنے کے لئے دو چیزیں چھوڑ گئے ہیں۔ قرآن دین کا دستور العمل اور قانون ہے اور آئمہ اہل بیت اس کے شارح اور نافذ کرنے والے ہیں۔ اور یہی بات اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ یہی حضرات

صرف رسولؐ کے وارث ہیں اور انؑ کے منصب پر ان کے قائم مقام ہیں جنہیں اصطلاح شریعت میں خلیفہ وامام کہا جاتا ہے۔ وھو المطلوب من اثبات الحقیقی۔

دوسری روایت شریفہ کتاب کفایۃ الاثر۔ ینابیع المودۃ وغیرہ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ اولی الامر نازل ہوئی تو میں نے بارگاہ نبوی میں عرض کی۔ یا رسول اللہ عرفنا اللہ ورسولہ فمن اولوا الامر الذین قرن اللہ طاعتہم بطاعتک؟ یارسولؐ اللہ ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو تو پہچان لیا ہے مگر یہ اولوالامر کون ہیں۔ جن کی اطاعت کو خداوند عالم نے اپنی اطاعت کے ساتھ مقرون کیا ہے؟ فقال رسول اللہ ھم خلفائی یا جابر وائمۃ المسلمین بعدی اولھم علی بن ابی طالب ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ ثم علی بن الحسینؑ ثم محمد بن علی المعروف فی التوراۃ بالباقرؑ وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقرأہ منی السلام ثم الصادق جعفرؑ بن محمدؑ ثم موسیٰؑ بن جعفرؑ ثم علیؑ بن موسیٰؑ ثم محمدؑ بن علیؑ ثم علیؑ بن محمدؑ ثم حسنؑ بن علیؑ ثم سمیی وکنیی حجۃ اللہ فی ارضہ وبقیتہ فی عبادہ ابن الحسنؑ بن علیؑ ذلک الذی یفتح اللہ علی یدیہ مشارق الارض ومغاربھا۔ اس حدیث کا مطلب اس قدر واضح و آشکار ہے کہ ترجمہ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ پس جب سرکار ختمی مرتبتؐ نے اپنے حقیقی خلفاء و اوصیاء کی نام بنام معرفی کرا دی ہے تو اب بھی ان کی خلافت وامامت کا اقرار واعتراف نہ کرنا فماذا بعد الحق الا الضلال کا مصداق ہی ہو سکتا ہے!

عقیدۂ مہدیؑ کا اتفاقی ہونا جہاں تک تاریخ مذاہب و ادیان عالم کے مطالعہ کا تعلق ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب یہود ہو یا نصاریٰ، ہندو ہو یا زرتشت وغیرہ غرضیکہ تمام مذاہب و ادیان میں کسی نہ کسی رنگ میں ایک مصلح اعظم کے آنے کا تخیل موجود ہے۔ بالخصوص اہل اسلام کا تو حضرت مہدیؑ کے ظہور پر اتفاق ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اس کی بعض خصوصیات میں قدرے اختلاف ہے۔ عقل سلیم بھی یہی فیصلہ کرتی ہے کہ جس مذہب کی بنیاد ہی خدا کی قدرت اور عدالت پر ہے۔ اور یہ دنیا میں ظلم وجور۔ باطل پرستی اور نافرمانی کا دور دورہ ہے۔ اس لئے اس دنیا میں ایک ایسا دور ضرور آنا چاہیئے جس میں صفحۂ عالم سے ظلم وجور حرف غلط کی طرح مٹ جائے اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہو۔ یہ مقصد آنجنابؑ کے ظہور کے وقت ہی کما حقہ پورا ہو سکتا ہے جیسا کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث رجل من اہلبیتی اسمہ اسمی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا (ترمذی